ننگے سر نماز کا شرعی حکم

ایک علمی و تحقیقی مقالہ

یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (اعراف: ۳۱،۳۲،۷)

اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت زینت (خوبصورت لباس) پہن لیا کرو۔

روایت ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے جاتے تو نہایت عمدہ لباس پہنتے، ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول! آپ اس قدر عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے رب کے لئے جمال اختیار کرتا ہوں۔

(علامہ آلوسی، روح المعانی، ج ۸، ص ۱۰۹، بیروت)

> **وکان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یامر بستر الرأس فی الصلٰوہ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی عن کشف الرأس فی الصلٰوۃ۔** (علامہ عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ، کشف الغمہ، ج اوّل، ص ۸۷، مطبوعہ مصر)
>
> نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

> آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گاہ عمامہ بے کلاہ ے پوشد وگاہ باکلاہ و گاہ کلاہ بے عمامہ۔
>
> آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ٹوپی کے ساتھ اور کبھی بغیر ٹوپی کے عمامہ پہنتے تھے اور کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنتے تھے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ شرح سفر السعادۃ، ص ۴۳۶، مطبوعہ منشی نول الشور، لکھنؤ)

شیخ محمد زاہد الکوثری رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۱۳۷۱ھ وکیل المشیخۃ الاسلامیۃ دار الخلافۃ عثمانیہ کے شیخ القرآن والحدیث واستاذ الفقہ وتاریخ الفقہ عثمانیہ یونیورسٹی مقامات الکوثری میں لکھتے ہیں: اردو ترجمہ پیش ہے۔ ۲۸

☆☆☆ اتحادِ امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆

آج کل ایک سوال عام طور پر یہ پوچھا جاتا ہے کہ بغیر عذر کے ننگے سر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح جوتا پہن کر نماز پڑھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیونکہ لوگوں کا ایک چھوٹا سا نیا نیا گروہ اور فرقہ ایسا پیدا ہوا ہے کہ جو معروف کا انکار کرنے اور منکرات کو پھیلانے میں لذت پاتا ہے۔ اور خلفاً عن سلف جو طریقہ متوارث اور منقول چلا آ رہا ہے اس کے برعکس چلتا ہے اور جمہور اہل اسلام کی مخالفت کرنے کو اپنا مقصد حیات بنائے ہوئے ہے اور یہ خود ساختہ نام نہاد مجتہد کہلانے والے جدت پسند لوگ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی مساجد میں اپنی عبادات میں مسلمانوں کے درمیان اضطراب اور انتشار وانارکی پیدا کر کے فتنہ پھیلانے میں ساعی اور کوشاں رہتے ہیں اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ یہ فرقہ جدیدہ خود کو دانش ور کہلانے میں اور خود کو عقل کل سمجھنے میں بالکل خوارج کے قدم بقدم چلنے والا ہے اور اس بات میں بالکل خوارج کی نئی شکل ہے کہ جن کا شیوہ یہ رہا کہ اپنے جھوٹ کو فروغ دینے کے لئے اور حقیر ومعمولی کام کو بہت بڑا کر کے پیش کرنا اور معمولی سا کام کر کے اس کو بہت بڑا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور بڑے ہی اہم امور کو کوئی اہمیت تک نہ دینا اور پس پشت ڈالے رکھنا ہے۔ یہ فرقہ بھی یہی کرتا ہے اس مقام پر اس فرقہ جدیدہ کے بارے میں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی گنجائش ہے لوگ ان کو جانتے ہی ہیں کہ ان کا طریق تبلیغ اور دعوت وارشاد کا مقصد صرف اور صرف جمہور مسلمین اور سوادِ اعظم کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا ہے اور ہر جگہ منافرت اور فرقہ واریت پھیلانا ہے اور ایسے امور سے ہٹ کر نئی راہ چلنا اور زبردستی دوسروں کو دھونس کے ذریعے اس سلف صالحین کے طریقہ سے برگزشتہ کرنا ہے اس جگہ ایک دو مسئلوں پر گفتگو کریں گے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ توفیق رفیق ارزانی فرمائے۔ (آمین)

سوال وجواب:

کسی مسلمان شخص کا بغیر عذر کے ننگے سر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کی دوسری شرائط اور ارکان کا التزام کرتے ہوئے اگر کسی شخص نے نماز ادا کی ہے تو اس کی نماز تو درست ہو جائے گی لیکن نماز جو بغیر کسی عذر کے ننگے سر پڑھی گئی ہے سنت متوارثہ کے خلاف ہے اور تمام ادوار اور قرون سے تواتر کے ساتھ جو دنیا کے ہر ملک اور روئے زمین کے ہر خطہ کے مسلمانوں کا جس طریقہ پر ابتداء اسلام سے لے کر آج تک معمول رہا ہے یہ عمل ان تمام مسلمانوں کے عمل کے خلاف ہے۔

☆☆☆☆ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت قابل مذمت ہے ☆☆☆☆

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ اہل کتاب کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ اہل کتاب ننگے سر نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے آپ اہل کتاب کو ہر جگہ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ ننگے سر ہی نماز پڑھتے ہیں۔

امام الماوردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نماز کے وقت اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے کہ خذ الزینۃ اس سے مراد خوبصورت ترین لباس سے مزین ہونا ہے۔

علامہ ابوحیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ بات قطعی طور پر ظاہر ہے اور بداہۃً معلوم ہے کہ نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کا جو حکم ہے اور خوبصورت ترین ہیئت بنا کر اور اچھی طرح آراستہ و مزین ہو کر اپنے جمال پسند خداوند ذوالجلال والجمال کے پاکیزہ اور خوبصورت گھر میں نماز کے لئے حاضر ہونے کا حکم ہے تو واضح ہونا چاہئے کہ اس زینت اختیار کرنے کے حکم میں وہ لباس داخل نہیں ہے جو ستر ڈھانپنے کے لئے ہوتا ہے کیونکہ وہ تو مطلقاً مامور بہ ہے اور اس کا تو مطلق حکم ہے اس کو زینت نہیں کہا جاتا وہ تو ضروری چیز ہے اور زینت تو ضرورت سے زائد چیز کا نام ہوتا ہے۔ یہ کلام بہت وجیہ ہے زینت کا سر چھپانے اور ڈھانپنے کو شامل ہونا کسی شک و ریب کا محل نہیں ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جو آغاز اسلام سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا معمول اور طریقہ چلا آ رہا ہے۔

گزشتہ پندرہ صدیوں سے کسی نے کسی زمانے میں اور کسی جگہ نہیں دیکھا کہ مسلمانوں نے دنیا میں کہیں نماز کے لئے صفیں باندھیں اور ننگے سر نماز کے لئے کھڑے ہوئے ہوں اور جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ مکابر سینہ گزٹ اور ہٹ دھرم حقیقت کا منہ چڑانے والا ضدی ہے۔ سر ڈھانپنے کو قرآن مجید کے حکم زینت سے خارج کرنے کا ارادہ کرنے والے کا کوئی دلیل ساتھ نہیں دیتی بلکہ یہ قول اس کی نفسانی خواہش کا عکاس ہوگا جس کا نمونہ اور مثال موجود نہیں ہے اس میں کوئی ذرا بھر شک نہیں ہے کہ زینت کا لفظ سروں کو ڈھانپنے کے حکم کو سب سے پہلے شامل ہے لہٰذا آیت کریمہ میں سر ڈھانپنا قرآنی حکم ہے۔

المحدث سید محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے (الدعامۃ) میں ایسی تمام احادیث انتہائی کوشش سے جمع فرمادی ہیں جن میں اس بات پر دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

یہ رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ شریف اور ٹوپی دونوں یا صرف عمامہ شریف پر مواظبت اور ہیشگی فرمائی ہے اور اس بارے میں علامہ موصوف نے اہل علم کے اقوال بھی ذکر فرمائے ہیں۔

☆ اور رہا یہ مسئلہ کہ حضور ﷺ نے بعض اوقات اپنی ٹوپی مبارک کو سر اقدس سے اتار کر اپنے سامنے بطور سترہ رکھ لیا اور آپ نے بغیر سر ڈھانپے نماز ادا فرمائی تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ شرح شمائل اور دوسری کتب میں ہے لہٰذا اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت کا حدیث پاک کی کتب معتبرہ میں ذکر نہیں ہے لہٰذا سر ڈھانپنے کے مسئلہ میں سنت متوارثہ اور عمل متوارث کے مقابل ضعیف روایت سے دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔

☆ اور ہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لونڈیوں کو سر ڈھانپنے سے منع فرماتے تھے، اور شاید یہ حسر برہنہ سر رہنے والے بھی خود کو لونڈیوں کی جنس یا صنف سے شمار کرتے ہوں! یا نمازوں میں لونڈیوں کے ساتھ تشبہ کو پسند کرتے ہوں اور ہماری نظر میں تو یہ مردوں کی شان نہیں ہے باقی وہ جانیں اور ان کا کام (ہم ان کو ان کے حال پر چھوڑتے ہیں) تاہم اتنا ہم ضرور عرض کریں گے جو لوگ سر ڈھانپنے کے بارے میں عمل متوارث اور سنت متوارثہ کو ہلکا جانتے ہیں اور اس عمل کی توہین کرتے ہیں اور اپنی نمازوں میں نصاریٰ کے حال سے تشبہ حاصل ہونے کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ لونڈیوں سے تشبیہ پائے جانے کو درخور اعتناء سمجھتے ہیں وہ سلیم ذہن نہیں ہیں۔

فلا یمکن من شغبه الفارغ

حج پر قیاس کا جواب:

اور رہا حج کی حالت کو برہنہ سری کے جواز کے لئے حجت بنانا تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ حج ایک مخصوص مکان میں مخصوص زمان میں مخصوص ارکان سے مخصوص اخوان کی عبادت کا نام ہے اس پر قیاس کر کے کسی دوسری چیز کے لئے کشف رأس کا جواز ثابت کرنا قرین قیاس نہیں ہے۔

☆ شرح منیۃ المصلی ۳۴۸۰ میں ہے۔

ویکره أن یصلی حاسراً رأسه تکاسلاً...... بان استشقل تغطیته ولم یرها أمرا مهما فی الصلوٰة فترکها لذلک...... ولا بأس إنا فعله تذللا و خشوعا...... وقوله (لا بأس) یدل علی الأولی أن لا یفعله وأن یتذلل یخشع بقلبه فإنهما من أفعال لاقلب) اه

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

اور سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ سستی کا مطلب یہ ہے کہ سر ڈھانپنے کو بوجھ سمجھے اور نماز میں سر ڈھانپنے کو کوئی اہم امر نہ سمجھے اور اس لئے اس کو ترک کر دے۔ اور اگر عاجزی اور خشوع کے لئے ایسا کیا تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن یاد رہے کہ مصنف کا قول (لا بأس) خود دلالت کرتا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور اگر تذلل و خشوع کا اظہار فرمانا اور عاجزی و انکساری کرنی ہے تو قلب سے کرے کہ ان دونوں چیزوں کا تعلق دل کے افعال سے ہے ظاہری اعضاء اور جوارح سے خشوع کا تعلق نہیں ہے۔

اور اسی طرح باقی مذاہب میں حکم ہے:

اور مزید یہ کہ نماز میں سر ننگا کرنا آج کل بدعتی فرقہ کا شعار بن گیا ہے لہٰذا اہل بدعت کے ساتھ تشبہ سے بچنے کے لئے اس طریقہ سے دور رہنا چاہئے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے کبھی بنا عذر ننگے سر نماز ادا فرمائی ہو حتیٰ کہ ہم نماز پڑھنے میں ننگا سر کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اقتداء کریں اور اس کے برعکس یہ بات گزر چکی ہے کہ عیسائیوں کی عادت ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں سر ننگے رکھتے ہیں بلکہ وہ ہر ایسے مقام پر جہاں احترام کے لئے کھڑے ہوں برہنہ سر ہی کھڑے ہوتے ہیں۔

ایک باریک نکتہ:

کشف رؤس (برہنہ سری) سے متعلق ایک عمدہ بات اور لطیفہ یہ ہے کہ جب ۱۲۸۰ھ میں روس نے نصف صدی تک جاری رہنے والی جنگ کے بعد قوقاسیا کی اسلامی ریاست پر قبضہ کر لیا تو روس کے حکام نے وہاں کے مسلمانوں پر یہ پابندی عائد کر دی کہ جس وقت کوئی مسلمان روسی حکام میں سے کسی حاکم کے پاس آئے تو ننگے سر آئے، ایک عالم ربانی جس کا قلب غیرت اسلامی سے سرشار تھا اس نے خودداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس غیر اسلامی حکم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور گورنر جنرل سے کہا:

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

"آپ کا ہمارے ساتھ یہ معاہدہ ہوا ہے کہ تم ہمارے (مسلمانوں کے) دینی معاملات میں مداخلت نہیں کرو گے، اور مسلمان کا حکام کے پاس آنے کے وقت اپنے سر کو ننگا کرنا دین اسلام میں ممنوع ہے، تو اب تم کیسے ایک غیر اسلامی کام کے لئے ہمیں معاہدہ کے خلاف حکم دے کر ہمارے دینی امور میں مداخلت کا ارادہ کرتے ہو۔"

گورنر جنرل نے کہا: میں عنقریب ایک کانفرنس میں تمہارے علماء کو جمع کر کے ان کی آراء معلوم کروں گا اگر ان کی رائے تمہاری رائے کے موافق ہوئی تو ٹھیک ہے چنانچہ اس نے اسی طرح کیا، علماء نے تو البتہ اس عالم ربانی کا تعاون نہ کیا بلکہ مکروہ کردار کا مظاہرہ کیا لیکن وہ عالم اپنی رائے پر مصر رہے اور اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔ روسی حاکم نے اس عالم سے کہا:

"تم اپنے مؤقف کو اپنی دلیل کے ساتھ لکھ کر مجھے دو تا کہ میں تمہارا یہ مسئلہ دولت عثمانیہ میں دین اسلامی کے علماء کے رئیس اعلیٰ کے پاس بھیجوں، پس اگر انہوں نے تمہاری رائے کی تائید اور موافقت کی تو میں اس رائے میں تمہارے منفرد ہونے کے باوجود اس منطقہ کے مسلمانوں کو سر ننگا کر کے حکام سے ملاقات کرنے کی پابندی سے معاف رکھوں گا اور مستثنیٰ قرار دے دوں گا ورنہ بصورت دیگر تم اپنے اصرار کی سزا برداشت کرنے اور بھگتنے کے لئے تیار رہو، وہ عالم بدستور اپنی رائے پر قائم رہے اور انہوں نے لکھ کر دیا جس کا مفہوم یہ تھا:

ان المسلمين لا ينزعون فلانسفهم عند دخولهم المساجد وفى صلاتهم لله جل جلاله فاذا فعلوا ذلك عند دخولهم إليكم يكونون كانهم يجلونكم فوق إجلال الله وهذا مما لا يجوز فى دين الإسلام۔

مسلمان مساجد میں داخل ہوتے وقت اور اللہ جل جلالہ کے لئے اپنی عبادات اور نماز میں اپنی ٹوپیوں کو نہیں اتارتے اور اگر وہ تمہارے پاس داخلہ کے وقت اپنی ٹوپیوں کو اتاریں گے (جس کو تم اپنے عرف میں ادب و

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

احترام کی علامت گردانتے ہو اور سر ڈھانپنے کو تعظیم نہیں سمجھتے ہو) تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ گویا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر تمہاری تعظیم کرنے والے ہوئے اور یہ بات دین اسلام میں ناجائز ہے۔''

حاکم نے اس عالم کا یہ مکتوب مسلمانوں کے رئیس اعلیٰ کو بھیج دیا۔ اتفاق سے رئیس اعلیٰ نے بھی اس غیور عالم کی رائے کے موافق اپنی رائے دی، اس طرح روس کی اس ولایت میں مسلمانوں کو سر ننگا کرنے کی اس پابندی سے الگ رکھنے کا حکم تام ہوا۔

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ تشبہ سے دور رہنے کے لئے اس طرح خودداری، غیرت اور دینی حمیت کا جذبہ مسلمانوں میں موجود اور موجزن ہوتا تھا اس کے برخلاف وحدت ادیان کے داعیان کا شیوہ اور طریقہ یہ ہے کہ وہ کافر اور مسلم کو مساوی درجہ میں دیکھنا پسند کرتے ہیں اور وہ اس امر کے داعی ہیں کہ ان کے درمیان سے حواجز کو دور کر دیا جائے مسلمانوں اور کافروں کے درمیان سے فرق کو مٹا دیا جائے اور درمیان کی لکیر لے کر ختم کر دی جائے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ (مقالات الکوثری، ص ۱۷۰ تا ۱۷۳، عربی) (الشیخ الحافظ المحدث، الفقیہ، المؤرخ الثقہ الثبت محمد زاہد الکوثری برد اللہ مضجعہ التوفی ۱۳۷۱ھ)

☆ عالمی شہرت یافتہ پاکستانی عکاس (مصور)......عظمت شیخ (متولد جلال پور جٹاں) اپنے دورۂ افغانستان کے سفرنامہ میں (جسے ملک احمد سرور نے تحریر کیا) راوی ہیں۔ اپنا ایک ذاتی واقعہ بیان کرتے ہیں۔

''ننگے سر رہنا، کیمونسٹوں کی نشانی اور شعار''

وزیر سرحدات و قبائل مولانا جلال الدین حقانی کے دفتر کی مسجد میں نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا میرے پاس ٹوپی نہ تھی لہٰذا ننگے سر نماز کی نیت باندھی۔ قریب کھڑے افغانی نے مجھے دیکھ کر تند و ترش جملے کہے۔ شام کو ہوٹل آ کر میں نے افغانی گائیڈ سے پوچھا ''نماز کے دوران میں اس افغانی نے میرے بارے میں کیا کہا تھا؟''

اس نے بتایا کہ وہ کہہ رہا تھا ''پانچ سال ہوئے کیمونسٹ کابل سے چلے گئے مگر ایک نمونہ یہاں چھوڑ گئے ہیں۔''

☆☆☆ میں نے امام شافعی سے زیادہ کسی کو عقل والا نہیں پایا (ابوعبید) ☆☆☆

حقیقت یہ ہے کہ ڈاڑھی، پگڑی اور برقع افغانیوں کے تین شعار ہیں جو اسلامی تقاضوں کو پورا کرتے ہیں اور امارات اسلامی افغانستان میں ان کے بغیر مردوں اور عورتوں کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ (اردو ڈائجسٹ، شمارہ ۹، جلد ۴۱، ستمبر ۲۰۰۱ء مدیر مسئول الطاف حسین قریشی)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد ملت امام الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ سے سید ظہور الحسن صاحب قادری رزاقی کرمانی ضلع بیر بھوم (بنگالہ) ملک نے ایک مراسلہ میں بتاریخ ۲۲ ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ میں یہ مسئلہ پوچھا کہ......

''آج کل دیار بنگال کے بعض شہروں میں بعض لوگوں نے فرض جماعت میں سر ننگا کر کے نماز پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ جماعت کی اہانت ہوتی ہے تو اس کے جواب میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ عاجزی وانکساری کی وجہ سے پڑھتا ہوں اسی طرح عاجزی وانکساری کے بہانے سے بعض لوگوں نے علاوہ نماز کے بھی سر پر ٹوپی رکھنا چھوڑ دیا ہے تو کیا ننگا سر فرض جماعت میں نماز پڑھنے سے نماز جائز ہوگی یا مکروہ ہوگی اگر جائز ہوگی تو کیا حضور سرور کائنات یا حضرت مولائے کائنات یا حضرات امامین مطہرین یا حضرات صحابہ کرام یا اولیائے عظام نے کبھی فرض جماعت میں ننگا سر نماز پڑھی ہے یا نہیں، اور علاوہ نماز کے بھی ان حضرات نے کبھی سر کو ننگا رکھا ہے یا نہیں؟ اور صوفیائے عظام نے کبھی سر کو ننگا رکھا ہے یا نہیں؟ اور صوفیائے عظام کی کتابوں میں ننگا سر رہنا تہذیب اور آداب آیا ہے یا نہیں اور احادیث شریفہ وفقہ سے اس کی کراہت ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔ اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ تحریز فرماتے ہیں۔

الجواب:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کریمہ نماز مع کلاہ وعمامہ ہے اور فقہاء کرام نے ننگے سر نماز پڑھنے کو تین قسم کیا ہے۔

☆ اگر یہ بہ نیت تواضع وعاجزی ہو تو جائز اور......

☆ بوجہ کسل (سستی) ہو تو مکروہ اور .... اور معاذ اللہ نماز کو بے قدر اور ہلکا سمجھ کر ہو تو کفر... جب ''مسلمان'' اپنی نیت تواضع بتاتے ہیں تو اسے نہ ماننے کی کوئی وجہ نہیں۔ مسلمان پر بدگمانی حرام ہے ننگے سر رکھنے کا احرام میں حکم ہے۔ اس حالت میں شبانہ روز برابر سر برہنہ

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب (سنن ابوداؤد وترمذی)

رہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام علیہم الرضوان سب سے ثابت ہے۔ بغیر اس کے ننگے سر کی عادت ڈالنا کوچہ و بازار میں اسی طرح پھرنا نہ ہرگز ثابت ہے نہ شرعاً محمود بلکہ منجملہ اسباب شہرت ہے اور ایسی وضع جس پر انگلیاں اٹھیں شرعاً مکروہ، مجمع البحار وغیرہ میں ہے۔ **الخروج عن عادة البلاد شهرة ومكروه** اہل معتبر کے معمول سے نکلنا شہرت اور مکروہ ہے۔ صوفیائے کرام کا اس بارے میں کوئی قول اس وقت ذہن میں نہیں واللہ اعلم۔

ننگے سر نماز پڑھنے میں اہل حدیث مؤقف:

اہل الحدیث حضرات کے نزدیک ننگے سر نماز تو ہو جاتی ہے۔ خصوصاً جب یہ ضرورتاً بھی ہو، لیکن محض سستی ولاپرواہی کی بناء پر ننگے سر نماز پڑھنے کو فیشن ہی بنا لینا، اسے وہ بھی پسند نہیں کرتے بلکہ تمام احناف کی طرح اس صورت کو وہ بھی غیر مستحسن یا مکروہ و ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔

مجلّہ اہل حدیث سوہدرہ:

اس سلسلہ میں ایک مختصر فتویٰ مجلّہ اہل حدیث سوہدرہ (جو گوجرانوالہ۔ پاکستان کے ایک قریبی چھوٹے سے مگر معروف علمی گاؤں سوہدرہ سے شائع ہوتا تھا) اس کی جلد ۱۵، شمارہ ۲۲ میں شائع ہوا تھا، جس میں مفتی مجلّہ نے لکھا تھا:

> "ننگے سر نماز ہو جاتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جواز ملتا ہے مگر بطور فیشن لاپرواہی اور تعصب کی بناء پر مستقل اور ابد الآباد کے لئے یہ عادت بنا لینا جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ عمل نہیں کیا۔"

مولانا سید محمد داؤد غزنوی:

اسی سلسلہ میں ممتاز اہل حدیث عالم مولانا سید محمد داؤد غزنوی سے جب پوچھا گیا کہ بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر ٹوپی یا پگڑی اتار کر رکھ دی اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اسی طرح ہی نماز پڑھنا اگرچہ فرض باجماعت مسجد میں ہو۔ اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح نبی صلی،

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود و ترمذی)

اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثبوت ملتا ہے؟ اور ننگے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر؟ اور ساتھ ہی دلائل کا مطالبہ کیا گیا تو موصوف نے ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ کو جو فتویٰ صادر فرمایا جسے انہوں نے اپنے والد بزرگوار کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ لاہور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی جلد ۱۱ کے شمارہ ۱۸ میں نشر ہوا۔ وہ فتویٰ قدرے طویل ہے اس لئے اس کا حتی الامکان مفید خلاصہ پیش کئے دیتے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

''سر اعضائے ستر میں سے نہیں لیکن نماز میں سر ننگا رکھنے کے مسئلہ کو اس لحاظ سے بلکہ آداب نماز کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے اور آگے کندھوں کو ڈھانکنے پر دلالت کرنے والی بخاری و مؤطا امام مالک کی روایات اور مؤطا کی شرح زرقانی (وتمہید) ابن عبدالبر، بخاری کی شرح فتح الباری، ایسے ہی شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الاختیارات اور امام ابن قدامہ کی المغنی سے تصریحات و اقتباسات نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ کندھے بھی اگرچہ اعضائے ستر میں سے نہیں ہیں اس کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا ہونے کی شکل میں ننگے کندھوں سے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح سر بھی اگرچہ اعضاءِ ستر میں سے نہ سہی لیکن آداب نماز میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ بلاوجہ ننگے سر نماز نہ پڑھی جائے اور اسے ہی زینت کا تقاضا بھی قرار دیا ہے اور آگے لکھا ہے:

''ابتدائے عہد اسلام کو چھوڑ کر جب کہ کپڑوں کی قلت تھی اس کے بعد اس عاجز کی نظر سے کوئی ایسی روایت نہیں گزری، جس میں بہ صراحت یہ مذکور ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو، چہ جائیکہ معمول بنالیا ہو۔ اس رسم کو جو پھیل رہی ہے بند کرنا چاہئے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر تعبد اور اور خشوع خضوع و عاجزی کے خیال سے (ننگے سر) پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا۔ اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا خشوع وخضوع کی علامت نہیں اور اگر کسل اور

سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقین کی ایک خلقت سے متشابہ ہوگا۔

”ولا یاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ“ (التوبہ:۵۴)

”نماز کو آتے ہی سست اور کاہل ہوکر“

غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔

تو گویا موصوف کے نزدیک اگرچہ سر اعضائے ستر میں سے نہیں کہ اس کا ڈھانپنا واجب ہو البتہ آداب نماز کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ڈھانپا جائے اور ننگے سر نماز کو عادت بنا لینا نہ ثابت ہے نہ پسندیدہ۔

موصوف کا فتویٰ تو پورا ہی قابل مطالعہ تھا۔ مگر ہم نے خلاصہ پر ہی کفایت کی ہے۔ شائقین اسے ”الاعتصام“ کے مذکورہ شمارے میں یا پھر فتاویٰ علماء حدیث کی جلد چہارم، صفحہ ۲۹۰۔۲۹۱ پر دیکھ سکتے ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی:

ننگے سر نماز کے سلسلہ میں ہم نے اہل حدیث موقف کا تذکرہ شروع کیا ہے۔ جس کے ضمن میں ہم نے دو فتوے بھی ذکر کئے ہیں۔ جب کہ دوسرے فتویٰ والا استفتاء بھی ایک معروف اہل حدیث عالم شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل (سلفی آف گوجرانوالہ کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ جس پر موصوف نے بڑا تفصیلی جواب یا فتویٰ صادر کیا تھا۔ جسے ہفت روزہ ”الاعتصام“ نے اپنی اسی اشاعت میں نشر کیا تھا، جس میں مولانا غزنوی والا قدرے مفصل مگر اس سے نسبتاً مختصر فتویٰ نشر کیا تھا۔

مولانا محمد اسماعیل کا یہ فتویٰ بھی کافی مفصل و مدلل ہے جو کہ درمیانے سائز کی کتاب فتاویٰ علمائے حدیث کے چار صفحات پر مشتمل ہے جس میں پہلے موصوف نے لکھا ہے کہ اس سوال پر تین وجوہ سے غور کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے۔

۲۔ افضلیت یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عام عمل کے لحاظ سے۔

۳۔ حرمت عدم جواز کے لحاظ سے۔

اور پھر نماز میں ستر مغلظ (شرمگاہ) کو ڈھانپنے کے دلائل ذکر کئے ہیں اور ذکر کیا ہے کہ

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہ اسلامی ہے ☆

اعضاء ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام و ناجائز ہوگا یہ تو ہوا ستر مغلظ کے سلسلہ میں جب کہ:

''سر چونکہ بالاتفاق اعضائے ستر میں سے نہیں، اس لئے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق ہوگی۔ اس کے لئے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی ٹٹول کی ضرورت، جس طرح کوئی پنڈلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے، سر ننگے بھی درست ہے، لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہئے۔''

امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کرے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں، حدیث میں اس سے رکاوٹ ثابت نہیں ہوگی، لیکن عقلمند ایسا کرنے سے پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی تقریباً اسی نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل وفہم کے خلاف ہیں۔ عقلمند اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور اہل علم کا طریق وہی ہے جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری، جس سے اس ننگے سر نماز کی عادت کا جواز ثابت ہو۔ خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادتِ مبارکہ یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔ امام بخاری کے باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب وقول اللہ تعالیٰ۔

''خذوا زینتکم عند کل مسجد، ومن صلی ملتحفا فی ثوب واحد الخ''

نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

''امام بخاری کا مطلب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زینت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں نماز ادا کی جائے۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو سر ننگا رہے گا، حالانکہ ایک کپڑے کو اگر پوری طرح لپیٹا جائے تو سر ڈھانپا جا سکتا ہے اور پھر صحیحین وسنن کی متعدد احادیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کسی میں ننگا سر رکھنے کا ذکر نہیں، خصوصاً جس میں

عادت اور کثرت عمل ثابت ہو۔ پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اظہار جواز کے لئے ہے یا کپڑوں کی کمیابی کی وجہ سے ہے۔ ان حالات سے جواز یا اباحت تو ثابت ہوسکتی ہے سنت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والا اثر جو، جس میں مختلف کپڑوں کا ذکر آیا، اسے نقل کر کے لکھتے ہیں:

''اس سے کپڑوں کی قلت اور عدم استطاعت صراحتاً سمجھ میں آتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر پورے کپڑے میسر ہوسکیں اور کوئی مانع نہ ہو تو تکلف سے مسکنت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔''

اور آگے فتح الباری سے ایک سے زیادہ کپڑوں میں نماز مستحسن ہونے اور صاحب استطاعت کے لئے اس کے واجب و افضل ہونے اور صرف ایک کپڑے میں نماز کو تنگ حالی پر محمول کرنے کا پتہ دینے والی تصریحات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''غرض کسی حدیث سے بھی بلا عذر ننگے سر نماز کو عادت اختیار کرنا ثابت نہیں۔ محض بے عملی یا بدعملی کی وجہ سے یہ رواج بڑھ رہا ہے، بلکہ جہلا تو اسے سنت سمجھنے لگے ہیں۔'' العیاذ باللہ۔

اور نماز کے لئے ایک کی بجائے دو کپڑے پہننے اور ان سے زینت اختیار کرنے والی بعض روایات و آثار کو نقل کرتے ہوئے انہیں مؤید تزئین و تجمل قرار دیا ہے۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حافظ عینی نے مختلف مذاہب کے تذکرہ میں جو تفصیل بیان کی ہے، اس کا خلاصہ موصوف نے یہ ذکر کیا ہے:

''نماز ایک کپڑے میں درست ہے۔ لیکن جب وسعت ہو، کپڑے میسر ہوں تو پھر صرف ایک پر اختصار و اکتفاء مستحسن نہیں۔''

ایسے ہی المغنی ابن قدامہ سے بعض آثار و اقوال نقل کرنے کے بعد موصوف فرماتے ہیں:

''ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سر ننگا رکھنے کی عادت اور بلاوجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں۔ یہ فعل فیشن کے طور پر روز بروز بڑھ رہا ہے اور یہ بھی نامناسب ہے۔''

آگے چل کر اپنے اس جواب یا فتویٰ کے آخر میں مولانا محمد اسمٰعیل سلفی لکھتے ہیں:

”ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل و فراست سے متعلق ہے۔ اگر حس لطیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو ننگے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔“

اس فتویٰ میں موصوف نے ایک اثر کی بات بھی کی ہے جس سے ننگے سر نماز کے جواز پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔

مولانا محمد داؤد غزنوی نے ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ میں جو فتویٰ صادر فرمایا تھا جسے انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اپنے والد گرامی مولانا سید عبدالجبار غزنوی سے سنا تھا جو اس وقت تحریر سے بھی دس سال پہلے کی بات ہوگی، اس میں انہوں نے کہا تھا:

”اگر تعبد اور خضوع اور خشوع و عاجزی کے خیال سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبہ ہوگا، اسلام میں ننگے سر رہنا سوائے احرام کے تعبد یا خضوع کی علامت نہیں۔“

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور عمل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(ٹوپی و پگڑی سے یا ننگے سر نماز، ص ۱۹ تا ۲۴)

بین الاقوامی اسلامی فقہ اکیڈمی (جدہ) کے

پندرہ سیمناروں اور فقہی اجلاسوں کی قراردادیں

اور سفارشات

اردو زبان میں شائع ہوگئی ہیں

ترتیب و تدوین ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

شائع کردہ ماڈرن اسلامک فقہ اکیڈمی (مجلہ فقہ اسلامی پی او بکس 17777 کراچی)

ملنے کا پتہ: فرید بک سٹال اردو بازار لاہور' ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

مکتبہ فیض القرآن {قاسم سنٹر اردو بازار کراچی} فون 2217776

☆☆☆ اتحاد امت وقت کی اہم ضرورت ہے ☆☆☆